حشرات کی حلت وحرمت: ایک فقہی مطالعہ

حافظ مبشر حسین*

اس مقالہ میں حیوانات کی اس قسم کی حلت وحرمت کو زیر بحث لایا گیا ہے جنہیں اردو لغت میں حشرات کی اصطلاح سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس بحث میں سنی نقطہ نظر سے پانچ فقہی مکاتب یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہری کو مدنظر رکھتے ہوئے حشرات کی حلت وحرمت کو زیر بحث لایا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ چند استثناءات کے ساتھ جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک تمام حشرات حرام ہیں جبکہ فقہاء مالکیہ کے نزدیک ان کے باہمی فقہی اختلاف کی موجودگی کے ساتھ صحیح قول کے مطابق تمام حشرات کچھ شرائط کے ساتھ حلال ہیں۔

حشرات سے کیا مراد ہے؟

اردو لغت میں حشرات عام طور پر ان کیڑے مکوڑوں کو کہا جاتا ہے جو زیادہ تر زمین میں سوراخ کر کے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ رینگنے والے جانوروں (Reptiles) کو بھی اردو میں حشرات کہا جاتا ہے(۱)۔

عربی زبان میں حشرات کے لیے لفظ حشرات کے علاوہ بھی کئی ایک الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً خشاش، اَحناش، اَحراش اور ہوامّ وغیرہ (۲)۔

وہ حشرات جن کا زہر عام طور پر جان لیوا ہوتا ہے جیسے سانپ وغیرہ۔ ان کے لیے ہوامّ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا واحد ھامۃ ہے۔ اور وہ حشرات جو زہریلے ہوتے ہیں مگر ان کا زہر جان لیوا نہیں ہوتا جیسے بھڑ بچھو وغیرہ۔ ان کے لیے سوامّ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا واحد سامۃ ہے۔ اور وہ حشرات جو زہریلے نہیں ہوتے جیسے چوہا، یربوع، خارپشت (Heghhog) خنفس، خنافس (یہ چھپکلی یعنی Lizard کے خاندان میں سے ہے) وغیرہ ان کے لیے قوامّ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا واحد قامۃ ہے۔ بعض اوقات غیر زہریلے حشرات کے لیے بھی ہوامّ کی اصطلاح استعمال ہو جاتی ہے (۳)۔

وہ حشرات جو سانپ کی نسل سے ہوں یا ان کا سر سانپ جیسا ہو ان سب کو احناش بھی کہتے ہیں (۴)۔

---

* لیکچرار/ ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد- پاکستان۔

فقہاء نے طہارت ونجاست کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے خون کے اعتبار سے حشرات کی دوقسمیں کی ہیں:

۱۔ ایک وہ حشرات جن میں دم سائل ذاتی(۵) ہوتا ہے جیسے سانپ چوہا، خُلد(۶) (Blind Rat.) ضب ،(گوہ)، یربوع، نیولا خار پشت(Heghhog)۔

۲۔ اور دوسرے وہ جن میں دم سائل ذاتی نہیں ہوتا جیسے چھپکلی، بچھو، العِظاءَ ۃ(گوہ سے ملتا جلتا حیوان) مکڑی، چیونٹی، ٹڈی، بھڑ، مکھی، مچھر، وغیرہ(۷)۔

امام کاسانی نے خون کے اعتبار سے حشرات سمیت تمام حیوانات کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے :

۱۔جن میں خون بالکل نہیں ہوتا جیسے ٹڈی بھڑ مکھی مکڑی پسو بچھو وغیرہ۔

۲۔ایک وہ جن میں خون ہوتا ہے مگر وہ خون بہنے والا نہیں ہوتا جیسے سانپ چھپکلی گرگٹ اور تمام زمینی کیڑے مکوڑے جیسے چوہا گوہ یربوع نیولا خار پشت وغیرہ۔

۳۔تیسرے وہ جن میں دم سائل ہوتا ہے(۸)۔

ان میں سے پہلی دوقسم میں امام کاسانی نے جن حیوانات کی مثالیں دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عمومی طور پر حشرات کی قبیل سے ہیں گوکہ انہوں نے ان کے لیے حشرات کی اصطلاح استعمال نہیں کی۔ البتہ ابن عابدین نے حشرات کا نام لے کر ان میں یہ حیوانات شمار کیے ہیں :چوہا، چھپکلی، گرگٹ، خار پشت، سانپ، مینڈک، بھڑ، پسو، جوں، مکھی، مچھر، یربوع، بچھو، وغیرہ(۹)۔

دَمیری نے شوافع کے حوالے سے سانپ، چوہے، یربوع، نیولے، گوہ، خار پشت، دلدل(خار پشت سے ملتا جلتا جانور) وغیرہ کو حشرات میں شمار کیا ہے(۱۰)۔

حشرات کی تعریفات پر جدید علم حیوانیات کے چند اعتراضات:

خلاصہ بحث یہ کہ عربی لغت اور فقہی اصطلاح دونوں میں حشرات کا اطلاق تمام چھوٹے غیر آبی حیوانات پر ہوتا ہے۔خواہ یہ چھوٹے حیوانات کیڑے مکوڑے ہوں یا ان سے ملتے جلتے وہ حیوانات جنہیں عام طور پر کیڑے مکوڑے نہیں کہا جاتا۔ اور خواہ ان میں بہنے والا خون پایا جائے یا خون بالکل نہ پایا جائے اور خواہ یہ زہریلے ہوں یا غیر زہریلے اور خواہ یہ زمین پر رینگنے والے ہوں خواہ ہوا میں اڑنے والے(۱۱)۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے اس قبیل میں بعض ایسے حیوانات کو بھی شمار کیا ہے جنہیں جدید علم حیوانیات میں حشرات میں شمار نہیں کیا جاتا مثلاً چوہے حشرات کی بجائے ممالیہ حیوانات میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح یربوع(گلہری) بھی چوہوں کے خاندان سے ہے۔اور نیولے(Mongoos)وغیرہ کو بھی حشرات کی بجائے درندہ صفت حیوانات میں شمار کیا جاتا ہے۔

لیکن یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتی اس لیے کہ فقہاء نے لغت اور عرف کی بنیاد پر آج سے کم وبیش بارہ تیرہ صدیاں پہلے اس بارے میں بحث شروع کر دی تھی اور اس وقت ظاہر ہے علم حیوانیات بالکل ابتدائی سطح پر تھا۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء نے اس تقسیم کو فقہی اعتبار سے مدنظر رکھا ہے اور حشرات کے گروپ میں جن حیوانات کو انہوں نے شمار کیا ہے اس کا مقصد ان حیوانات کے فقہی احکام بیان کرنا تھا۔ ان حیوانات کو آج کسی اور گروپ میں تقسیم کر دیا جائے تو تب بھی ان کے فقہی احکام پر کوئی فرق نہیں آئے گا۔

اسی طرح فقہاء نے حشرات کے ضمن میں بعض حیوانات کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ ان میں خون نہیں ہوتا، اس کی بڑی نمایاں مثال مکھی، مچھر اور کیڑے مکوڑوں سے دی جاسکتی ہے۔ لیکن علم حیوانیات میں یہ بات مسلمہ ہے کہ ان میں بھی خون ہوتا ہے(۱۲)۔ اور اس طرح اس پہلو سے بھی فوراً شبہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء خون کی نفی کی بات کیوں کرتے ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جن حشرات سے خون کی نفی کی جاتی ہے ان میں خون کے سرخ ذرات نہیں ہوتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سرخ ذرات کے علاوہ خون کے باقی اجزاء بھی اتنی کم مقدار میں ہوتے ہیں کہ انہیں خوردبین کے بغیر انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور اتنی معمولی مقدار کو حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کے اعتبار سے شریعت میں قابل معافی قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر اسے قابل معافی قرار نہ دیا جاتا تو لوگوں کے لیے اس میں مشقت پیدا ہو جاتی۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حیوانات میں اس خون کا اعتبار کیا گیا ہے جو رگوں میں چلتا ہے جبکہ حشرات میں اگر کچھ خون ہوتا بھی ہے تو وہ رگوں میں نہیں چلتا بلکہ ہوائی نالیوں (Air Tubes) میں چلتا ہے(۱۳)۔

ان وجوہات کے پیش نظر ظاہر ہے فقہاء کا حشرات کے خون کو حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کی بحث میں معتبر نہ سمجھنا یا ان کے خون کی نفی کرنا غیر معقول نہیں رہتا۔

حلت وحرمت کے اعتبار سے حشرات کی فقہی تفصیل

فقہاء مالکیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق تمام حشرات حلال ہیں۔ لیکن وہ ان کے حلال ہونے کے لیے ایک تو یہ شرط لگاتے ہیں کہ یہ اس شخص کے لیے حلال ہیں جسے ان کے کھانے سے ضرر نہ پہنچے اور دوسری شرط اس کے ذبح کی لگاتے ہیں۔ جن میں دم سائل نہ ہو انہیں جراد کی طرح ذبح کیا جائے گا۔ اور جن میں دم سائل ہو انہیں ذبح کی نیت اور تکبیر کے ساتھ حلق اور شہ رگ کاٹ کر ذبح کیا جائے گا۔ چوہے کے بارے میں مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ یہ نجاست میں رہتا ہے تو پھر یہ مکروہ ہے ورنہ یہ مباح ہے(۱۴)۔

جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک تمام حشرات حرام ہیں البتہ انہوں نے بعض حشرات مثلاً ٹڈی اور کھانے کے اندر پیدا ہونے والے بعض کیڑے مکوڑے وغیرہ کو حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے (۱۵)۔ ان مستثنیٰ حشرات کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

حشرات کو حلال کہنے والوں کے دلائل اور ان پر اعتراضات:

حشرات کو حلال کہنے والوں نے اپنے موقف کی تائید میں درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے :

((قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْدَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ(۱٦))

اے نبی! (ﷺ) ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں شمار نہیں کی گئیں انہیں حرام قرار نہیں دیا جائے گا (۱۷)۔

لیکن یہ استدلال بہت سی وجوہات کے پیش نظر کمزور ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت میں جن محرمات کا ذکر ہے وہ خاص انہی محرمات کے بارے میں کیے گئے ایک سوال کا جواب ہے۔ اس لیے محرمات کو اسی آیت میں محدود کر دینا غلط ہے (۱۸)۔

((عن مِلْقَام بن تَلِب(١٩) عن ابيه قال صحبت النبى صلى الله عليه وسلم فلم أسمع لحشرة الارض تحريما.

حضرت مِلقام بن تلب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں مگر میں نے آپ ﷺ سے حشرات الارض کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا (۲۰)۔

اس حدیث پر ایک تو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ضعیف ہے (۲۱)۔

دوسرا یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو تب بھی اس سے حلت ثابت نہیں ہوتی اس لیے کہ راوی نے یہ کہا ہے کہ میں نے اس کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا اور عدم سماع کا یہ مطلب نہیں کہ کسی اور نے بھی ان کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہوگا۔ علاوہ ازیں ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ عدمِ سماع سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی حرمت کے بارے میں کوئی دلیل وارد ہی نہیں ہوئی (۲۲)۔

حشرات کوحرام کہنے والوں کے دلائل اوران پر اعتراضات:

حشرات کوحرام کہنے والوں نے ایک دریلیل یہ پیش کی ہے کہ حشرات خبائث میں سے ہیں اور طبائع سلیمہ ان سے نفرت کرتی ہیں اور خبائث کوقرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ حرام ہیں(۲۳)۔

اس کے علاوہ درج ذیل احادیث کوبھی حشرات کی حرمت کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے:

((عن سعید بن مسیب(٢٤) ان ام شریك اخبرته ان النبی صلی الله علیه وسلم امرها بقتل الاوزاغ(٢٥)۔

سعید بن میبؒ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ام شریکؓ(۲۶) نے بتایا کہ نبی کریمﷺ نے انہیں چھپکلی کے قتل کا حکم دیا تھا۔

اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ چھپکلی حشرات میں سے ہے اور اگر یہ حلال ہوتی تو آپﷺ اس کے قتل کا حکم نہ فرماتے۔

((عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال :خمس من الدواب کلهن فاسق یقتلن فی الحرم الغراب والحداة والعقرب والفارة والکلب العقور(٢٧)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا :پانچ چیزیں فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی قتل کر دیا جائے اور وہ یہ ہیں : کوا چیل بچھو چوہا اور کاٹنے والا درندہ۔

((عن عبد الله بن عمرقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :خمس من الدواب من قتلهن وهو محرم فلا جناح علیه العقرب والفارة والکلب العقوروالغراب والحداة(٢٨)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا :پانچ جانور ایسے ہیں کہ جوشخص حالت احرام میں بھی انہیں قتل کر دے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور وہ یہ ہیں : بچھو چوہا کاٹنے والا درندہ کوا اور چیل۔

مذکورہ بالا حدیثوں سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ان میں جن چیزوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے وہ اگر حلال ہوتیں تو ان کے قتل کی بجائے ان کے ذبح کی بات کی جاتی کیونکہ حلال جانوروں کو ذبح کی بجائے قتل کرنا جائز نہیں ہے(۲۹)۔

تجزیہ وترجیح:

حشرات کے بارے میں جمہور فقہاء کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ ایک تو ان سے طبائع سلیمہ اِباء کرتی ہیں اور دوسرا اس لیے کہ احادیث میں بعض حشرات کا نام لے کر انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر

ہے قتل انہیں ہی کیا جاتا ہے جو حرام ہوں۔ البتہ اگر حشرات میں سے کسی کو حدیث میں حلال قرار دیا گیا ہو تو وہ حشرات کے اس عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار پائے گا جیسے ٹڈی ہے۔ اسی طرح گوہ کی حلت کے بارے میں مروی احادیث کے پیش نظر فقہاء نے اسی نوعیت کی بحث کی ہے جیسا کہ آئندہ سطور میں درج تفصیلات سے معلوم ہوگا۔

ٹڈی (Locust):

ٹڈی کے بارے میں اہل علم کا یہ اختلاف ہے کہ یہ آبی ہے یا بری؟ ایک قول یہ ہے کہ یہ آبی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ یہ بری ہے(۳۰)۔

اسے آبی کہنے والوں نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ قَالَ اللَّهُمَّ اَهْلِكِ الْجَرَادَ اقْتُلْ كِبَارَهُ وَاَهْلِكْ صِغَارَهُ وَاَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِاَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَعَاشِنَا وَاَرْزَاقِنَا إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَدْعُو عَلَى جُنْدٍ مِنْ اَجْنَادِ اللهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّهَا نَثْرَةُ حُوتٍ فِي الْبَحْرِ(۳۱)۔

حضرت جابرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب ٹڈی کے خلاف بددعا کرتے تو کہتے: یا اللہ! ٹڈیوں کو قتل کر دے جو بڑی ہیں انہیں بھی قتل کر دے اور جو چھوٹی ہیں انہیں بھی ہلاک کر دے۔ ان کے انڈے بھی تباہ کر دے اور ان کی جڑ کاٹ (یعنی خاتمہ کر) دے۔ اور ہمارے معاش اور رزق کو ان کے منہ لگنے سے بچا لے بے شک تو دعا سننے والا ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کے لیے یہ بددعا کیوں کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دی جائے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ سمندری مچھلی کی چھینک سے ہے۔

((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ اَصَبْنَا صِرْمًا مِنْ جَرَادٍ فَكَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَضْرِبُ بِسَوْطِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَذَا لَا يَصْلُحُ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ(۳۲)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہمارا ٹڈیوں کے ایک لشکر سے سامنا ہوا تو ایک آدمی جو حالت احرام میں تھا اس نے اپنے کوڑے کے ساتھ انہیں مارنا شروع کر دیا۔ اسے کہا گیا کہ تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس یہ بات بیان ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سمندری شکار میں سے ہے۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹڈی کا تعلق آبی جانوروں سے ہے مگر ان حدیثوں پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہیں(۳۳)۔

مذکورہ بالا بحث میں یہ تطبیق بھی دی گ ء ہے کہ ٹڈی کی کئی قسمیں ہیں۔بعض سمندری ہیں اور بعض بری۔جیسا کہ دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے(۳۴)۔

اسی طرح امام سرخسی نے المبسوط میں لکھا ہے کہ ٹڈی اپنی اصل کے اعتبار سے سمندری ہے مگر خوراک کے اعتبار سے بری ہے(۳۵)۔

ٹڈی کا حکم:

ٹڈی اگرچہ حشرات کی قبیل سے ہے مگر اس کے حلال ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے(۳۶)۔

ٹڈی کے حلال ہونے کے بارے میں اہل علم نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللہ ابْن اَبِی اَوْفٰی(۳۷) قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا کُنَّا نَاْکُلُ مَعَہُ الْجَرَادَ(۳۸)۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریمﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے اور ہم آپﷺ کی موجودگی میں ٹڈیاں کھالیا کرتے تھے۔

((عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّتْ لَکُمْ مَیْتَتَانِ وَ دَمَانِ فَاَمَّا الْمَیْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَاَمَّا الدَّمَانِ فَالْکَبِدُ وَ الطِّحَال(۳۹)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔دو مردار یہ ہیں:۔مچھلی۔ٹڈی۔اور دو خون یہ ہیں:۔جگر۔تلی۔

((عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْجَرَادِ؟ فَقَالَ اَکْثَرُ جُنُودِ اللہِ لَا آکُلُہُ وَلَا اُحَرِّمُہُ(۴۰)۔

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کے بڑے لشکروں میں سے ایک ہے میں اسے نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اگر ٹڈی حرام ہوتی تو آپﷺ اسے ضرور حرام کہتے۔اور جہاں تک آپﷺ کا یہ فرمان ہے کہ میں اسے نہیں کھاتا تو یہ آپﷺ نے اپنی طبعی کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔شرعاً اسے حرام قرار نہیں دیا۔

ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے یا نہیں؟:

جمہور فقہاء کے نزدیک ٹڈی مردہ حالت میں بھی حلال ہے اس لیے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے(۴۱)۔مگر امام مالکؒ ٹڈی کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس کا ذبح کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ صَیْدُ الْبَرّ

(خشکی کے شکار) میں سے ہے(۴۲)۔

فقہاء مالکیہ کے نزدیک ٹڈی کے ذبح کی صورت یہ بیان کی جاتی ہے کہ نیت کر کے اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر کوئی ایسا عمل کیا جائے جس سے اس کی موت جلد واقع ہو۔خواہ اس کا سر جدا کیا جائے یا اسے مارنے کا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے(۴۳)۔

فقہاء شافعیہ نے اسے ذبح کرنے اور زندہ حالت میں اسے کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔البتہ مرنے کے بعد اس کے پیٹ سے کچھ بھی نکالے بغیر سالم بھوننے کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس سے منہ کا لعاب نجس نہیں ہوتا۔علاوہ ازیں شافعیہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق ٹڈی کو زندہ حالت میں بھوننے کو حرام قرار دیا گیا ہے اس بنا پر کہ یہ عملِ تعذیب ہے۔اگرچہ شافعیہ میں ایک قول یہ ہے کہ جس طرح مچھلی کو زندہ حالت میں بھوننا حلال ہے اسی طرح ٹڈی کو زندہ حالت میں بھوننا حلال ہونا چاہیے لیکن یہ قول ان کے نزدیک ضعیف ہے۔اس لیے کہ ٹڈی کی زندگی اصلاً قائم ہوتی ہے اور اس جانور کی طرح نہیں ہوتی جو حالت ذبح میں ہوتا ہے۔جبکہ اس کے برعکس مچھلی جو پانی سے نکلی ہو اس کی زندگی مذبوح جانور کی زندگی کی طرح ہوتی ہے(۴۴)۔

فقہاء حنابلہ نے ٹڈی کے زندہ حالت میں بھوننے کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بات کہ یہ تعذیب ہے کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ تعذیب حاجت کی وجہ سے ہے لہٰذا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے(۴۵)۔

ذبح کو ضروری قرار دینے والوں کے دلائل:

ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری قرار دینے والے اس سلسلہ میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں مردار کو حرام قرار دیا گیا ہے لہٰذا ٹڈی بھی اگر مردار ہو تو وہ اس عموم میں داخل ہوگی(۴۶)۔

ذبح کو غیر ضروری قرار دینے والوں کے دلائل:

ذبح کو غیر ضروری قرار دینے والوں نے اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّتْ لَكُمْ مَيْتَتَانِ وَ دَمَانِ فَاَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَاَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَ الطِّحَالُ(۴۷)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔دو مردار یہ ہیں:۔مچھلی۔ٹڈی۔اور دو خون یہ ہیں:۔جگر۔تلی۔

((عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَبِي اَوْفٰى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا كُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ(۴۸)۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے اور ہم آپ ﷺ کی موجودگی میں ٹڈیاں کھالیا کرتے تھے۔

تجزیہ وترجیح:

اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کا موقف راجح ہے اس لیے کہ احادیث میں مچھلی اور ٹڈی کو مردہ حالت میں کھا لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور یہ احادیث مستند ہیں۔

گوہ:

گوہ کی حلت وحرمت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء یعنی مالکیہ (۴۹) شافعیہ (۵۰) حنابلہ (۵۱) اور ظاہریہ (۵۲) کا موقف یہ ہے کہ یہ حلال ہے جبکہ فقہاء حنفیہ کا موقف یہ ہے کہ یہ حرام ہے (۵۳)۔

گوہ کو حرام کہنے والوں کے دلائل اور ان پر اعتراضات:

گوہ کو حرام کہنے والوں کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ یہ حشرات میں سے ہے اور حشرات سبھی خبیث ہیں۔ اور گوہ کو بھی اہل عرب خبیث شمار کرتے ہیں (۵۴)۔

مگر اس دلیل پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اہل عرب کا ایک چیز کو خبیث سمجھنا یا ناپسند کرنا اس کا متقاضی نہیں کہ وہ حرام ہو لہٰذا گوہ کو ناپسند کرنے کے باوجود احادیث میں اسے حرام قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ کئی احادیث میں اس کی حلت بیان کی گئی ہے (۵۵)۔

علاوہ ازیں گوہ کو حرام کہنے والے فقہاء نے درج ذیل احادیث سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم اُهْدِيَ إِلَيْهِ ضَبٌّ فَلَمْ يَأكُلْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ :فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ اَلَا اُطْعِمُهُ الْمَسَاكِينَ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ لَا تُطْعِمُوهُمْ مِمَّا لَا تَأكُلُونَ(٥٦).

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو گوہ کا تحفہ پیش ہوا مگر آپ نے اسے نہ کھایا۔ میں نے کہا :یارسول اللہ ! کیا میں اسے مسکینوں کو کھلا دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا :جو چیز تم خود نہ کھاؤ وہ مسکینوں کو بھی نہ کھلاؤ۔

امام طحاوی نے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں ہے:

فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم اتعطينه ما لا تاكلين(٥٧)۔

آپ ﷺ نے عائشہؓ سے کہا کہ جو تم خود نہیں کھاتی وہ دوسرے کو (کیوں) دیتی ہو!

اس حدیث سے گوہ کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ کاسانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا گوہ کو اپنے لیے ناپسند کرنا اس بات پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ نے محض طبعاً اسے ناپسند کیا ہے اگر یہ بات ہوتی تو آپ ﷺ اس کے صدقہ کرنے سے منع نہ فرماتے جیسا کہ آپ ﷺ نے انصار کی اس بکری جسے آپ ﷺ نے کھانا طبعاً پسند نہیں کیا تھا کے صدقہ سے منع نہیں کیا تھا بلکہ اسے صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا (۵۸)۔

((عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَقَالَ لَا أَدْرِي لَعَلَّهُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي مُسِخَتْ(۵۹)۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ ﷺ نے اسے کھانے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں نہیں جانتا کہ شاید یہ انہی قوموں میں سے ہو جنہیں مسخ کیا گیا تھا۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي فِي غَائِطٍ مَضَبَّةٍ وَإِنَّهُ عَامَّةُ طَعَامِ أَهْلِي قَالَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقُلْنَا عَاوِدْهُ فَعَاوَدَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثَلَاثًا ثُمَّ نَادَاهُ رَسُولُ اللهِ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَا أَعْرَابِيُّ إِنَّ اللهَ لَعَنَ أَوْ غَضِبَ عَلَى سِبْطٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَابَّ يَدِبُّونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدْرِي لَعَلَّ هَذَا مِنْهَا فَلَسْتُ آكُلُهَا وَلَا أَنْهَى عَنْهَا(۶۰)۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں ایسی جگہ رہتا ہوں جہاں گوہ بہت ہیں اور یہ میرے اہل خانہ کا معمول کا کھانا ہے؟ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے اسے کہا کہ پھر آپ ﷺ سے پوچھو۔ اس نے پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا مگر تیسری بار بھی آپ ﷺ نے اسے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا اور کہا: اے دیہاتی! اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک امت پر لعنت اور غضب کیا اور انہیں زمینی جانوروں کی شکل میں بدل دیا اور میں نہیں جانتا کہ وہ یہی گوہ ہیں یا نہیں۔ اس لیے میں انہیں نہ کھاتا ہوں اور نہ ان سے منع کرتا ہوں۔

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ(۶۱) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا أَرْضًا كَثِيرَةَ الضِّبَابِ قَالَ فَأَصَبْنَا مِنْهَا وَذَبَحْنَا قَالَ فَبَيْنَا الْقُدُورُ تَغْلِي بِهَا إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ فَقَالَ إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فُقِدَتْ وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ هِيَ فَأَكْفِئُوهَا فَأَكْفَأْنَاهَا(۶۲)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ہم نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں گوہ بکثرت پائے جاتے تھے۔ چنانچہ ہم نے انہیں پکڑا اور ذبح کیا۔ ابھی ہنڈیا اُبل رہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک گروہ ایسا تھا جو گم ہو گیا تھا اور مجھے خدشہ

ہے کہ وہ یہی (گوہ) ہے۔ پس تم یہ ہنڈیاں الٹ دو۔ چنانچہ ہم نے وہ ہنڈیاں الٹا (ضائع کر) دیں۔

ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے گوہ مسخ شدہ (ممسوخ) انسانوں میں سے کوئی گروہ ہے لہٰذا مسخ شدہ کو کھانا حرام ہے(٦٣)۔لیکن اس استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان احادیث میں اس بات کو یقینی طور پر بیان نہیں کیا گیا کہ گوہ ممسوخ میں سے ہے بلکہ محض ایک خدشہ تھا جس کی بنا پر آپ ﷺ نے اس وقت تک توقف کیا جب تک کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں بتا دیا کہ ممسوخ کی نسل آگے نہیں بڑھتی (٦٤)۔ اور یہ بات کہ ممسوخ کی نسل آگے نہیں بڑھتی حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بندر اور خنزیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس قوم کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیں یا عذاب (مسخ) کریں ان کی نسل آگے نہیں بڑھتی۔ جبکہ بندر اور خنزیر تو ان ممسوخ لوگوں سے پہلے سے موجود ہیں(٦٥)۔

جب آپ ﷺ کو بتا دیا گیا کہ گوہ ممسوخ میں سے نہیں ہے تو آپ ﷺ کا خدشہ دور ہو گیا پس اب یہ کہنا صحیح ہے کہ گوہ حلال ہے۔ علاوہ ازیں ممسوخ والی اس روایت کو منسوخ قرار دیا گیا ہے اس بنیاد پر کہ گوہ کی اباحت کی حدیث بعد کی ہے(٦٦)۔

((عن عبد الرحمن بن شبل(٦٧) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن اكل لحم الضب(٦٨)۔

عبدالرحمٰن بن شبلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے گوہ کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث پر ایک تو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے(٦٩)۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اگر یہ صحیح بھی ہو تو اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ یہ پہلے کی حدیث ہے جب کہ بعد میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ ممسوخ کی نسل نہیں بڑھتی (٧٠)۔

گوہ کو حلال کہنے والوں کے دلائل اور ان پر اعتراضات:

گوہ کو حلال کہنے والے اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث بطور دلائل پیش کرتے ہیں:

((عن عَبْدِ اللهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فِيهِمْ سَعْدٌ وَاُتُوا بِلَحْمِ ضَبٍّ فَنَادَتْ امْرَاَةٌ مِنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِی(٧١)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں

حضرت سعد بھی تھے اس دوران گوہ کا گوشت لایا گیا تو آپ ﷺ کی ازواج میں سے کسی نے کہا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا : تم اسے کھاؤ کیونکہ یہ حلال ہے لیکن یہ میرا کھانا نہیں ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ فَقَالُوا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللهِ فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم يَنْظُرُ(۷۲)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تشریف لائے تو ان کے لیے گوہ کا گوشت پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپ ﷺ کی کسی بیوی نے صحابہ سے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بتا دو کہ آپ ﷺ کیا تناول فرمانے لگے ہیں۔صحابہ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یارسول اللہ ! یہ گوہ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ میں نے پوچھا :یارسول اللہ ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : نہیں تاہم یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی اس لیے مجھے اس سے گھن آتی ہے۔ خالدؓ کہتے ہیں کہ میں نے گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اسے کھانے لگا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

((عَنْ عبد الله بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا فَأَكَلَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم(۷۳)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ ام حفیدؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر گھی اور گوہ کا تحفہ بھیجا تو آپ ﷺ نے پنیر اور گھی قبول کر لیا مگر گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے قبول نہ کیا۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اگر یہ حرام ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ کے دسترخوان پر اسے نہ کھایا جاتا۔

((عَنْ عبد الله بْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ(۷۴)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ سے گوہ کے کھانے کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ اس وقت منبر پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا :نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ میں اسے حرام کہتا ہوں۔

((عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ(٧٥) قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضِبَابًا قَالَ فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ عُودًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ قَالَ فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ(٧٦)۔

حضرت ثابت بن ودیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک لشکر میں تھے کہ ہمیں گوہ ملیں۔ میں نے ان میں سے ایک کو بھونا اور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے عود کی لکڑی پکڑی اس کے ساتھ اپنی انگلیوں پر گنا پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت کو کسی زمینی جانور کے ساتھ مسخ کر دیا گیا تھا اور میں نہیں جانتا کہ آیا وہ یہی گوہ ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے گوہ کو نہیں کھایا اور نہ ہی ہمیں اس سے منع فرمایا۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضٍ مَضَبَّةٍ فَمَا تَأْمُرُنَا أَوْ فَمَا تُفْتِينَا؟ قَالَ ذُكِرَ لِي أَنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ فَلَمْ يَأْمُرْ وَلَمْ يَنْهَ۔ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ هَذِهِ الرِّعَاءِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِي لَطَعِمْتُهُ إِنَّمَا عَافَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم(٧٧)۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایسی جگہ رہتا ہوں جہاں گوہ بہت ہیں آپ ﷺ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا :بنی اسرائیل کی ایک امت کو مسخ کیا گیا تھا (اور میں نہیں جانتا کہ وہ یہی گوہ ہیں یا نہیں)۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے نہ منع کیا اور نہ گوہ کھانے کی اجازت دی۔ حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد کی بات ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے گوہ کے ساتھ بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ یہاں کے چرواہوں میں سے اکثریت کی غذا یہی ہے۔ اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں بھی اسے کھاتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے طبعاً اسے ناپسند کیا تھا۔

مذکورہ بالا احادیث سے گوہ کی حلت پر استدلال کیا گیا ہے۔ گو کہ یہ استدلال بڑا واضح اور مضبوط ہے تاہم اس سلسلہ میں امام جصاص نے ایک معقول اعتراض قائم کیا ہے آپ لکھتے ہیں:

فاحتج مبيحوه بهذه الأخبار وفيها دلالة على حظره لأن فيها أن النبي صلى الله عليه وسلم تركه تقذرا وأنه قذره وما قذره النبي ﷺ فهو نجس ولا يكون نجسا إلا وهو محرم الأكل ولو ثبت الإباحة بهذه الأخبار لعارضتها أخبار الحظر ومتى ورد الخبران في شيء وأحدهما مبيح والآخر حاظر فخبر الحظر أولى وذلك لأن الحظر وارد لا محالة بعد الإباحة ۔

گوہ کو حلال کہنے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے انہی دلائل سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے گوہ کو گندا خیال کیا ہے اور جس چیز کو آپ ﷺ گندا خیال کریں ظاہر ہے وہ نجس شمار ہوگی اور جو چیز نجس ہو ظاہر ہے وہ حرام قرار پاتی ہے۔ علاوہ ازیں گوہ کی حلت کی یہ احادیث ان احادیث کے معارض ہیں جو گوہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جب کسی مسئلہ کے متعلق دو طرح کی حدیثیں ہوں یعنی ایک اباحت کی اور دوسری ممانعت کی تو ممانعت و حرمت کی حدیث لائق ترجیح ہوتی ہے کیونکہ ممانعت لازماً اباحت کے بعد ہی ثابت ہوتی ہے(۷۸)۔

تجزیہ و ترجیح:

گوہ کی حلت و حرمت کے بارے میں دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں اس لیے فقہاء میں یہ مسئلہ معرکۃ الآراء مسئلے کی حیثیت اختیار کر گیا تاہم اس کے باوجود اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کی رائے زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ گوہ کی حرمت سے متعلقہ احادیث کے مقابلہ میں اس کی حلت کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور واضح تر بھی۔ اس بحث کا خاتمہ حافظ ابن حجر کے اس تجزیہ پر کیا جاتا ہے:

والأحاديث الماضية وإن دلت على الحل تصريحا وتلويحا نصا وتقريرا فالجمع بينها وبين هذا حمل النهي فيه على أول الحال عند تجويز أن يكون مما مسخ وحينئذ أمر بإكفاء القدور ثم توقف فلم يأمر به ولم ينه عنه وحمل الأذن فيه على ثاني الحال لما علم أن الممسوخ لا نسل له ثم بعد ذلك كان يستقذره فلا يأكله ولا يحرمه وأكل على مائدته فدل على الإباحة وتكون الكراهة للتنزيه في حق من يتقذره وتحمل أحاديث الإباحة على من لا يتقذره ولا يلزم من ذلك أنه يكره مطلقا.

گوہ کی حلت کی احادیث خواہ وہ صراحتاً مروی ہوں یا اشارۃً یا تقریراً ان میں اور گوہ کی ممانعت کی احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ ممانعت کو پہلے کی صورتحال سے تعبیر کیا جائے گا اور گوہ کے گوشت کی ہنڈیاں الٹنے یا نبی کریم ﷺ کے اس بارے میں توقف کرنے یا گوہ کے بارے میں صحابہ کو اباحت یا حرمت کا حکم نہ دینے کو اسی دور سے متعلق خیال کیا جائے گا اور اس کے بارے میں اجازت کو بعد کے دور سے متعلق خیال کیا جائے گا کہ جب آپ ﷺ کو یہ معلوم ہو گیا کہ مسوخ کی نسل نہیں بڑھتی۔ پھر اس کے بعد بھی آپ ﷺ اسے ناپسند ہی کرتے رہے۔ آپ ﷺ اسے کھاتے نہیں تھے اور نہ ہی حرام قرار دیتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے دستر خوان پر گوہ کو کھایا گیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گوہ مباح ہے۔ البتہ جس کی طبیعت اس سے اباء کرتی ہے اس کے حق میں اسے مکروہ تنزیہی قرار دیا جائے گا اور جس کی طبیعت اس سے اباء نہیں کرتی اس کے حق میں اباحت کی

احادیث کے پیش نظر اسے مباح قرار دیا جائے گا۔ اس طرح یہ لازم نہیں آئے گا کہ گوہ کو مکروہِ مطلق قرار دیا جائے (۷۹)۔

کیڑے مکوڑے (Insects):

کیڑے مکوڑے بھی حشرات میں شامل ہیں لیکن انہیں حشرات کی بحث سے اس لیے الگ کیا گیا ہے کہ ان کے بارے میں فقہاء کی رائے عام حشرات سے ہٹ کر ہے مثلاً :

فقہاء حنفیہ کے نزدیک کیڑے مکوڑے حشرات سے متعلقہ تحریمی حکم سے مستثنیٰ ہیں بشرطیکہ ان میں روح پڑنے سے پہلے انہیں کھایا جائے کیونکہ جس میں روح نہ ہو وہ میتۃ میں شمار نہیں ہوتا۔ لہٰذا پنیر سرکہ اور پھل اس صورت میں حلال نہیں جب ان میں ایسے کیڑے ہوں جن میں روح پڑ چکی ہو(۸۰)۔

فقہاء مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کیڑا مکوڑا کھانے کی چیز میں گر جائے اور اسے کھانے سے الگ کیا جاسکتا ہو تو پھر اسے نکال پھینکنا واجب ہے ورنہ وہ کھانا حلال نہیں ہوگا اس لیے کہ یہ کیڑا ذبح نہیں کیا گیا۔ ہاں اسے کھانے سے نکالنے کے بعد کھانا ضائع نہیں کرنا چاہیے خواہ یہ مر چکا ہو اس لیے کہ یہ مرنے کے بعد بھی طاہر شمار ہوتا ہے۔ اور اگر یہ کھانے میں مرا نہ ہو تو پھر اس کھانے کے ساتھ اسے بھی کھایا جاسکتا ہے مگر اس کے ذبح کی نیت کے ساتھ۔ اور وہ اس طرح کہ کھانا کھانے والا ذبح کی نیت کر کے اللہ کا ذکر (یا تکبیر) کہتے ہوئے انہیں چبا کھائے۔ اور اگر کیڑے مکوڑے کھانے میں اس طرح مکس ہو چکے ہوں کہ انہیں الگ کرنا ممکن نہ رہا ہو تو پھر وہ کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ جانوروں کو ڈال دینا چاہیے۔ کیونکہ پاک ہونے کے باوجود مردہ کیڑے مکوڑے حلال نہیں ہیں۔ ہاں اگر کیڑے مکوڑے جنہیں نکالنا ممکن نہ ہو کھانے کی نسبت تھوڑے ہوں مثلاً کھانے کا ایک تہائی یا اس سے کم ہوں تو انہیں اس کھانے کے ساتھ کھالینا مباح ہے خواہ یہ زندہ ہی ہوں۔ مذکورہ بالا بحث ان کیڑے مکوڑوں کے بارے میں ہے جو کھانے کے اندر پیدا نہ ہوئے ہوں اور اگر کیڑے کھانے کے اندر پیدا ہوئے ہوں خواہ وہ کھانا پھل ہو یا اناج یا کھجور تو پھر اس کھانے کے ساتھ ان کیڑوں کو کھانا مباح ہے خواہ یہ کیڑے تھوڑے ہوں یا زیادہ مر چکے ہوں یا زندہ الگ کیے جاسکتے ہوں یا نہیں (۸۱)۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک ایسے کیڑے جو کسی کھانے والی چیز مثلاً سرکہ یا پھل وغیرہ میں پیدا ہو جائیں انہیں درج ذیل شرائط کے ساتھ کھانا مباح ہے:

۱۔ اگر اسے کھانے سے نکالنا اغلباً مشکل ہو تو پھر اسے کھانے کا جزء شمار کرتے ہوئے کھایا جاسکتا ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ۔ لیکن انہیں الگ سے حاصل کر کے کھانا حرام ہے۔

۲۔ ان کیڑوں کو فرداً ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے ورنہ ان کا کھانا مباح نہیں ہوگا۔

۳۔ اگر کھانے کی چیز مائع ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس میں گرنے والے کیڑوں کی وجہ سے اس کا ذائقہ رنگ اور بو میں تبدیلی واقع تو نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے تو پھر وہ کھانا نجس شمار ہوگا اور نجاست کی وجہ سے حلال نہیں رہے گا اور اگر تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو پھر وہ مباح ہے۔ سرکے اور پھل کے کیڑوں پر کھجور اور کیڑے دار سبزی کو قیاس کیا جائے گا جبکہ ان دونوں چیزوں کو پکا لیا جائے۔ اسی طرح شہد ہے کہ جب اس میں کیڑیاں پڑ جائیں اور پکالی جائیں (۸۲)۔

حنابلہ کے نزدیک کھانے کی چیز مثلاً پھل ککڑی کھیرا تربوز اناج اور سرکہ میں کیڑے پڑ جائیں تو اسے اس صورت میں کھایا جا سکتا ہے جب اس سے طبیعت ابا نہ کرتی ہو بلکہ اس پر مطمئن ہو۔ یہ کھانا اس لیے جائز ہے کہ ان کے کیڑوں سے بچنا مشکل ہے۔ اسی طرح شہد کو اس کے قش کے ساتھ کہ جس میں چھوٹے کیڑے ہوں وہ بھی جائز ہے اور اگر اسے صاف کر لیا جائے تو یہ بہتر ہے (۸۳)۔

امام احمد کیڑوں والی سبزی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے اجتناب ہی میرے نزدیک پسندیدہ ہے اور آپ نے کیڑے والی کھجور کے بارے میں فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے (۸۴)۔

تجزیہ و ترجیح:

زیر نظر مسئلہ میں یہ بات تو متفق ہے کہ فقہاء ان کیڑے مکوڑوں کو جنہیں اناج اور پھل وغیرہ سے الگ کرنا مشکل ہوتا ہے کے کھا لینے کی اجازت دیتے ہیں گو کہ اس کی بعض شرائط میں ان کے ہاں اختلاف ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں بہتر رائے یہی ہے کہ پھل اور اناج وغیرہ میں پائے جانے والے جن کیڑوں سے بچاؤ مشکل ہو انہیں اس خوراک کے ساتھ کھا لینا حرام نہیں ہے تاہم اس کے باوجود غذا کو ان سے صاف کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے اس سلسلہ میں رہنمائی ملتی ہے:

عن انس بن مالك قال أتي النبي صلى الله عليه وسلم بتمر عتيق فجعل يفتشه يخرج بسوس منه۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی تو آپ ﷺ اس (کو تناول فرمانے کے لیے اس) میں سے کیڑے الگ کرنے لگے (۸۵)۔

خلاصہ بحث

فقہاء مالکیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق تمام حشرات دو شرائط کے ساتھ حلال ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اس شخص کے لیے حلال ہیں جسے ان کے کھانے سے ضرر نہ پہنچے اور دوسری شرط یہ کہ انہیں ذبح کیا جائے۔ تاہم جن میں دم

سائل نہ ہو انہیں جراد (ٹڈی) کی طرح ذبح کیا جائے گا اور جن میں دم سائل ہو انہیں ذبح کی نیت اور تکبیر کے ساتھ حلق اور شہ رگ کاٹ کر ذبح کیا جائے گا حتی کہ چوہے کے بارے میں بھی مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ یہ نجاست میں رہتا ہے تو پھر یہ مکروہ ہے ورنہ یہ مباح ہے۔

جبکہ جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک تمام حشرات کے بارے میں عمومی موقف یہ ہے کہ یہ حرام ہیں البتہ بعض حشرات یعنی ٹڈی، گوہ اور کیڑے مکوڑوں کو مالکیوں کے علاوہ بھی بعض فقہاء نے حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

ٹڈی(Locust) تمام سنی فقہاء کے نزدیک حلال ہے تاہم جمہور فقہاء کے نزدیک ٹڈی(Locust) مردہ حالت میں بھی حلال ہے اس لیے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

گوہ کے بارے میں جمہور فقہاء یعنی مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کا موقف یہ ہے کہ یہ زندہ حالت میں حلال ہے جبکہ فقہاء حنفیہ کا موقف یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔

کیڑے مکوڑے (Insects) مالکی فقہاء کے علاوہ دیگر فقہاء کے نزدیک بھی حشرات سے متعلقہ تحریمی حکم سے مستثنیٰ ہیں تاہم ان کے زندہ اور مردہ حالتوں کے احکام میں ان فقہاء کے ہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جس کی تفصیل مقالہ ہٰذا میں گزر چکی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ اردو لغت، اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، کراچی، ۱۹۸۲ء، ج ۸، ص ۱۶۸۔ رینگنے والے حیوانات جیسے سانپ چھپکلی وغیرہ۔

۲۔ لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور، دار صادر، بیروت، س ن۔ ج ۶، ص ۲۹۵؛ القاموس المحیط، الفیروزآبادی، مجد الدین، دار المامون مصر، ۱۳۵۷ھ۔ ج ۲، ص ۳۹۴۔

۳۔ تاج العروس من جواھر القاموس، الزبیدی، محمد بن محمد، مطبع الخیریۃ، ط اول ۱۳۰۶ھ، (بذیل مادہ: ھمم) ج ۹، ص ۱۰۹؛ لسان العرب، ج ۱۲، ص ۶۱۹۔

۴۔ المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ، مصر س ن، ج ۱، ص ۲۰۲؛ لسان العرب، ج ۶، ص ۲۸۹۔

۵۔ یعنی خود اپنا بہنے والا خون موجود ہو مثلاً مچھر میں خون ہوتا ہے مگر وہ خون اس کا اپنا نہیں ہوتا بلکہ انسانوں سے پیا ہوا ہوتا ہے اور اسی طرح وہ اتنا نہیں ہوتا کہ اسے سائل یعنی بہنے والا کہا جا سکے۔

۶۔ خُلد حشرات میں سے ہے۔ یہ زمین میں بل بنا کر رہتا ہے۔ چوہے کی طرح کا حیوان ہے بلکہ اسے اندھا چوہا بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ اس کے کان اور آنکھیں بظاہر دکھائی نہیں دیتیں۔ انگلش میں اسے Spalax typhlus, Blind Mole Rat. کہا جاتا ہے۔ (معجم الحیوان، امین معلوف امین (باشا) بن فہد بن اسعد، بدیۃ المقتطف القاہرہ، ۱۹۳۲ء، ص ۱۶۲)۔

۷۔ الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارۃ الاوقاف والشئوون الاسلامیۃ، الکویت، ۱۴۲۷ھ، ج ۵، ص ۱۴۱۔

۸۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الکاسانی، ابوبکر مسعود بن احمد، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۲ء، ج ۵، ص ۳۶۔

۹۔ حاشیۃ ابن عابدین، ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۰ء، ج ۶، ص ۳۰۴۔ یہاں یربوع بھی شامل ہے مگر خود ہی انہوں نے یربوع کو درندوں میں بھی شمار کیا ہے۔ (ایضاً ص ۳۰۶)۔

۱۰۔ حیاۃ الحیوان (الکبریٰ) الدمیری، محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ، ج ۱، ص ۳۳۳، ۳۳۴۔

۱۱۔ اڑنے کے لیے ان کے پر تو ہوتے ہیں مگر پرندوں کی طرح Feather نہیں ہوتے۔

۱۲۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل سوال اور اس کا جواب قابل غور ہے:

Q:Do insects have blood and do they bleed when they are hurt?

A:Insects have blood, but it's not like our blood. Our blood is red because it has hemoglobin, which is used to carry oxygen to where it is needed in the body. Insects get oxygen from a complex system of air tubes that connect to the outside through openings called spiracles. So instead of carrying oxygen, their blood carries nutrients from one part of the body to another. They do bleed when they are hurt, and their blood can clot so they can recover from wounds. (www.2scholastic.com/browse/article.jsp?=4628. Last seen: minor 20-05-09).

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، الدسوقی' محمد بن احمد بن عرفۃ، دار الفکر بیروت، س، ن، ج ۲، ص ۱۱۵، ۱۱۶؛ حاشیۃ الصاوی، ج ۱، ص ۳۲۳۔

۱۵۔ بدائع الصنائع، ج ۹ ص ۱۶؛ حاشیۃ ابن عابدین، ج ۶، ص ۳۰۴؛ المجموع شرح المھذب، النووی' محی الدین بن شرف' دار الفکر' بیروت س ن، ج ۹، ص ۱۶؛ نھایۃ المحتاج، الرملی' محمد بن احمد بن حمزہ بن شھاب الدین احمد' دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ، ج ۸، ص ۱۹؛ الاقناع فی فقہ الامام احمد، ج ۴، ص ۳۰۹؛ المحلی، ابن حزم' ابومحمد علی بن احمد' دارالفکر بیروت س ن، ج ۷، ص ۴۰۳۔

۱۶۔ الانعام ۶: ۱۴۵۔

۱۷۔ مالکی فقہاء بالعموم یہ استدلال کرتے ہیں دیکھیے :الجامع لأحکام القرآن، القرطبی' ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر' دار عالم الکتب' الریاض، ۱۴۲۳ھ، ج ۷، ص ۱۱۶۔

۱۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الجامع لأحکام القرآن' ۷/۱۱۷، ۱۱۸؛ المجموع شرح المھذب، ۹/۱۷؛ فتح الباری، العسقلانی' ابن حجر' احمد بن علی' دارنشر الکتب الاسلامیۃ' لاھور س ن، ۹/۶۵۶، ۶۵۷؛ المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ۱۳/۸۳۔

۱۹۔ مِلقام بن تلب بن ثعلبہ بن ربیعہ تمیمی خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ (تھذیب التھذیب، العسقلانی' ابن حجر' احمد بن علی' دار صادر بیروت، ط اول ۱۳۲۶ھ، ج ۱۰، ص ۲۹۵)۔

۲۰۔ سنن أبی داود، ابوداؤد' سلیمان بن اشعث السجستانی' دار إحیاء التراث الاسلامی بیروت، ۱۴۲۱ھ، کتاب الأطعمۃ، باب فی اکل حشرات الارض، (ح ۳۷۹۴) ص ۶۴۰؛ البیھقی السنن الکبریٰ، البیھقی' احمد بن حسین بن علی' دار الفکر بیروت س ن،

ج۹ص ۳۲۶۔

۲۱۔ محدث بیہقی لکھتے ہیں کہ اس کی سند غیر قوی ہے۔ (دیکھیے :السنن الکبریٰ، ج۹، ص ۳۲۶؛ نیز دیکھیے :نیل الاوطار، الشوکانی، محمد بن علی، دار الفکر، بیروت، س، ن، ج ۸ ص۱۲۲)۔

۲۲۔ المجموع شرح المہذب، ج۹ص ۱۷؛ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ج۸ص ۱۲۲۔

۲۳۔ بدائع الصنائع، ج۹ص ۱۶۔

۲۴۔ سعید بن میسبؒ مشہور و معروف تابعی ہیں اور مدینہ کے کبار فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ سن ۱۰۰ھ آپ کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب۔ ج ۴ص ۷۶)۔

۲۵۔ صحیح البخاری، (الجامع الصحیح المسند المختصر من أمور رسول الله و سننه وأيامه)' البخاری' محمد بن اسماعیل' دار السلام الرياض، ۱٤۱۷ھ، کتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شغف الجبال (ح۳۳۰۷) ؛ الجامع الصحيح (صحيح مسلم)' مسلم' مسلم بن الحجاج القشيری' دار السلام' الرياض، ۲۰۰٤ء، کتاب السلام باب استحباب قتل الوزغ (ح۲۲۳۷)۔

۲۶۔ ام شریک القُرشِیَّۃ العَامِرِیَّۃ صحابیہ ہیں اور آپ نے نبی کریم ﷺ سے تین احادیث کی روایت کی ہے۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے اور کنیت ہی سے آپ مشہور ہیں۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۲ء، ج۸ص ۲۴۸)۔

۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب فی الحل و الحرم (ح۱۱۸۹)۔

۲۸۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم (ح۳۳۱۵) مسلم ایضاً۔

۲۹۔ المغنی والشرح الکبیر، ابن قدامۃ' عبداللہ بن احمد' مطبعۃ المنار' مصر، ۱۳۴۸ھ، ج۱۱ص ۶۸۔

۳۰۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۹ص ۶۲۱۔

۳۱۔ الجامع رالسنن (سنن الترمذی)' الترمذی' محمد بن عیسیٰ' دارالسلام الریاض، ۱۴۲۰ھ، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی الدعاء علی الجراد (ح۱۸۲۳) ص ۴۳۰۔

۳۲۔ سنن أبی داود، کتاب المناسك، باب فی الجراد للمحرم (۱۸۵۱) ص ۳۲۰؛ سنن ابن ماجه، محمد بن يزيد، دار المعرفة، بيروت، س، ن، کتاب الصيد، باب صيد الحيتان والجراد (۳۲۲۲)، ج۳ص ۳۷۱ ۔

۳۳۔ پہلی حدیث کو امام ترمذی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَمُوسَى

بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيرِ وَأَبُوهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثِقَةٌ وَهُوَ مَدَنِيٌّ۔ (سنن الترمذی ایضاً) اور دوسری حدیث کو امام ابوداود نقل کر کے لکھتے ہیں :أَبُو الْمُهَزِّمِ ضَعِيفٌ وَالْحَدِيثَانِ جَمِيعًا وَهَمٌ۔ (سنن أبی داود ایضاً)۔ نیز ابن حجرؒ نے بھی ان کی سندوں کو کمزور قرار دیا ہے (دیکھیے :فتح الباری، ج۹ص۶۲۱)۔

۳۴۔ حیوٰۃ الحیوان الکبریٰ، ج۱ص۲۲۴۔ لیکن امام دمیری کی یہ بات تحقیق طلب ہے۔

۳۵۔ المبسوط، السرخسی، محمد بن احمد، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۲۴ھ، ج۱۱ص۲۲۹۔

۳۶۔ الجامع لأحکام القرآن، ج۲ص۲۱۷؛ احکام القرآن، ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س ن، ج۱ص۹۸؛ المغنی، ج۱۱ص۴۱؛ احکام القرآن، جصاص، احمد بن علی رازی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج۱ص۱۳۰؛ حاشیۃ ابن عابدین، ج۶ص۳۰۷؛ شرح مسلم للنووی، ج۱۳ص۱۰۳؛ فتح الباری، ج۹ص۶۲۱؛ المجموع، ج۹ص۲۳۔

۳۷۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا اصل نام علقمہ بن خالد بن حارث ہے۔ آپ اور آپ کے والد دونوں صحابہ میں سے ہیں۔ آپ سے احادیث مروی ہیں۔ آپ کوفہ میں ۸۶ یا ۸۷ سن ہجری کو فوت ہوئے۔ (تہذیب الاسماء واللغات، النووی، محی الدین بن شرف، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر، س، ن، ص۱۶۰)۔

۳۸۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب اکل الجراد(٥٤٩٥) ص١١٨٩؛ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحة الجراد (١٩٥٢) ص٨٧١۔

۳۹۔ سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب الکبد و الطحال، (٣٣١٤)؛ نیز :کتاب الصید، باب صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَاد (٣٢١٨)ج٣ص٣٧٠؛ مسند احمد، احمد بن حنبل، المکتب الاسلامی، بیروت، س،ن، ج٢ص٩٧۔

۴۰۔ سنن أبی داود، کتاب الاطعمة، باب فی اکل الجراد (ح٣٨٠٩) ص٦٤٢؛ سنن ابن ماجه، کتاب الصید، باب صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَاد (٣٢١٨) ج٣ص٣٧٠۔

۴۱۔ حاشیۃ ابن عابدین، ج۶ص۳۰۷؛ المجموع شرح المھذب، ج۹ص۲۳؛ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۴۱۔

۴۲۔ احکام القرآن لابن العربی، ج۱ص۹۸؛ الجامع لأحکام القرآن، ج۲ص۲۱۷۔

۴۳۔ ایضاً، نیز: مواھب الجلیل، الحطاب الرعینی، محمد بن محمد، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج۳ص۲۲۴؛ بدایۃ المجتہد، ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد، مطبعۃ الجمالیۃ مصر، ۱۳۲۹ھ، ج۱ص۳۵۹۔

۴۴۔ حاشیۃ بجیرمی علی شرح المنہاج، ج۴ص۳۰۴؛ نہایۃ المحتاج، ج۸ص۱۰۷۔

۴۵۔ مطالب اولی النھی شرح غایۃ المنتھی، الرحیبانی، مصطفی السیوطی، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۹۶۱ء، ج۶ص۳۲۹۔

۴۶۔ بدایۃ المجتہد، ج۱ص۳۵۹۔

۴۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الکبد و الطحال (ح۳۳۱۴) ج۴ص۴۱۹؛ نیز: کتاب الصید، باب صَیْدِ الحِیتَانِ وَالجَراد (ح۳۲۱۸) ج۳ص۳۷۰؛ مسند احمد، ج۲ص۹۷۔

۴۸۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب اکل الجراد(ح۵۴۹۵)ص۱۱۸۹؛ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ الجراد (۱۹۵۲) ص۸۷۱۔

۴۹۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج۲ص۱۳۷؛ التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل، محمد بن یوسف بن أبی القاسم، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج۳ص۲۳۰۔

۵۰۔ المجموع شرح المھذب، ج۹ص۱۲؛ المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج۲ص۲۷۲۔

۵۱۔ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۸۱؛ مجموع الفتاویٰ، ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مکتبۃ ابن تیمیہ، السعودیۃ العربیۃ، س، ن، ج۱۹ص۲۴، ج۱۷ص۱۷۸۔

۵۲۔ المحلی، ج۷ص۱۳۴۔

۵۳۔ بدائع الصنائع، ج۵ص۳۶؛ تبیین الحقائق، الزیلعی، عثمان بن علی بن محجن، دار الکتاب الاسلامی، القاہرۃ، ۱۳۱۳ھ، ج۵ص۲۹۵؛ الدر المختار، ج۶ص۳۰۶؛ لیکن امام طحاوی نے گوہ کی حلت پر دلالت کرنے والے آثار کونقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں (دیکھیے: شرح معانی الآثار، طحاوی، احمد، بن محمد، مطبعۃ الانوار المحمدیۃ، القاہرۃ، ۱۹۶۸ء، ج۴ص۲۰۱)۔

۵۴۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵ص۳۶؛ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج۵ص۲۵۹۔

۵۵۔ مجموع الفتاویٰ، ج۱۷ص۱۷۸، ج۱۹ص۲۴۔

۵۶۔ مسند احمد، ج۶ص۱۲۳۔

۵۷۔ شرح معانی الآثار، ج۴ص۲۰۰۔

۵۸۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵ص۳۷۔

۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اباحۃ الضب(ح۱۹۴۹) ص۸۷۱۔

۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اباحۃ الضب(۱۹۵۱) ص۸۷۱۔

۶۱۔ عبدالرحمٰن بن حسنہؓ کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ (تہذیب التہذیب، ج۶ص۱۶۳)۔

۶۲۔ مسند احمد، ج۴ص۱۹۶۔

۶۳۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵ص۳۷۔

۶۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۹ص۶۶۶۔

۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب بیان ان الآجال والارزاق وغیرها لا تزید ولا تنقص عما سبق به القدر (ح٢٦٦٣)ص١١٦٠؛ مسند احمد، ج١ ص٣٩٠۔

۶۶۔ المحلی، ج۷ص۴۳۲۔

۶۷۔ عبدالرحمٰن بن شبل بن عمرو بن زید صحابی رسول اور انصار کے نقباء میں سے تھے۔آپ عہد معاویہ میں حمص میں فوت ہوئے۔ (تہذیب التہذیب، ج۶ص۱۹۳)۔

۶۸۔ سنن أبی داود، کتاب الاطعمة، باب فی اکل الضب ص٦٤٠۔

۶۹۔ نصب الرایۃ لأحادیث الهدایۃ، جس۴ص۱۹۵۔

۷۰۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام، الصنعانی، محمد بن اسماعیل، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ المصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۶۰ء، ج۴ص۷۸۔

۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اکل الضب، ص٨٦٩۔

۷۲۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب فی الضب(ح٤٩٧٢)؛ صحیح مسلم، ایضاً۔

۷۳۔صحیح البخاری، کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، با ب قبول الهدیة (ح٢٥٧٥) ص٥١٢؛ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اکل الضب (١٩٤٤) ص٨٧٠۔

۷۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح ،باب فی اکل الضب (ح١٩٤٣) ص٨٦٩۔

۷۵۔ ثابت بن ودیعہ بن جذام (خذام) یا ثابت بن یزید بن ودیعہ الانصاریؓ صحابی رسول ہیں بلکہ بعض صحابہ نے بھی آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ (معرفۃ الصحابۃ ،الاصفہانی، احمد بن عبداللہ، دارالوطن، الریاض، س، ن، ج۱ص۴۷۱)۔

۷۶۔ سنن أبی داود، کتاب الاطعمة، باب فی اکل الضب (ح٣٧٩١) ص٦٤٠۔

۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اباحة الضب (ح١٩٥١) ص٨٧١۔

۷۸۔ احکام القرآن للجصاص، ج٤ ص١٨٩، ١٩٠۔

۷۹۔ فتح الباری، ج۹ص۶۶۶۔فقہاء حنفیہ اگرچہ گوہ کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں لیکن حنفیہ میں سے امام طحاوی بھی اس مسئلہ

میں جمہور کے ساتھ ہیں اور اس بارے میں مروی روایات کو نقل کرنے کے بعد انہوں نے اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے :فثبت بتصحیح هذه الآثار انه لا باس باکل الضب وهو القول عندنا والله اعلم بالصواب۔ ان روایات کی صحت کی بنا پر ثابت ہوا کہ گوہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس مسئلہ میں ہماری رائے یہی ہے اور درست بات تو اللہ ہی جانتا ہے۔(شرح معانی الآثار، ج۴ص۲۰۲)۔

۸۰۔ حاشیۃ ابن عابدین، ج۶ص۳۰۶۔

۸۱۔ الشرح الصغیر مع حاشیۃ الصاوی، احمد بن محمد، دارالفکر، بیروت، س، ن، ج۲ص۱۸۱۔

۸۲۔ نھایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج۷ص۲۴۰۔

۸۳۔ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۸۳۔

۸۴۔ مطالب اولی النھی، ج۶ص۳۱۳؛ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۸۳۔

۸۵۔ سنن أبي داود، کتاب الاطعمۃ، باب فی تفتیش التمر المسوس عند الاکل (ح۳۸۲۸) ص۶۲۵۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆